❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت نونہالان
وقت 5-7 منٹ

یوم والدین

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا (النساء:36)

یعنی تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔

پھر آ رکھوں قدم مادر و پدر پہ جبیں
کیا جنہوں نے محبّت کا رازداں مجھ کو

معزز سامعین! آج کی مہذّب دنیا میں ماں کی اہمیت اور اُس سے جُڑی برکات اور اُس کے احسانات کو یاد کرنے کے لئے ہر سال مؤرخہ 12/مئی کو مدرز ڈے منایا جاتا ہے جبکہ والد کی شخصیت، اُس کے احترام و اطاعت کو اُجاگر کرنے کے لئے مؤرخہ 19/جون 1910ء سے فادرز ڈے منایا جانے لگا ہے۔ مگر اِس دن کو عالمی سطح پر مقبولیت 1966ء میں حاصل ہوئی جب امریکی صدر لنڈن جونسن نے جون کے تیسرے اتوار کو فادرز ڈے قرار دیا جبکہ 1972ء میں اِسے امریکی قومی تعطیل قرار دیا گیا۔

یوم والدین کا آغاز 1992ء سے ہوا تھا جب امریکی کانگریس نے ایک بل منظور کیا کہ ہمارے ہاں والدہ، والد کا دن تو دھوم دھام سے منایا جاتا ہے لیکن ان دونوں یعنی والدین کا عالمی دن ابھی اتنے اہتمام سے نہیں منایا جاتا۔ اسی طرح 25 جولائی کو ہر سال والدین کا عالمی دن منایا جانے لگا۔ جن میں ماں باپ کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لئے محافل کا انتظام کیا جاتا ہے۔ ماں باپ کو تحفے تحائف دیے جاتے ہیں اور ایک جشن کا سا سماں دیکھنے کو ملتا ہے۔ گو مَیں نے اوپر وہ تاریخیں بیان کی ہیں جو دنیا میں مشہور ہیں لیکن یہ دن ہر ملک اور علاقہ میں مختلف تاریخوں کو منایا جاتا ہے اور ریاستہائے متحدہ امریکا اور کئی مغربی ممالک میں جولائی کے چوتھے اتوار کو **والدین کا عالمی دن منایا** جاتا ہے۔ جبکہ یہ بھی لکھا ہے کہ اقوام متحدہ نے یکم جون یا یکم جولائی کو **عالمی یوم والدین** دنیا کے ہر حصے کے لیے قرار دیا تا کہ ماں باپ کی اپنے بچوں سے بے لوث وابستگی کو مضبوط کیا جا سکے۔ یوم والدین کے روز تقاریب کے انعقاد کے پس پردہ والدین کی تعظیم اور پیرانہ سالی نیز بیماریوں سے مبتلا ہونے کی صورت میں اولاد کو ماں باپ کی جانب متوجہ کرنا ہے، وہیں ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ خود ماں باپ کو اپنے جلیل القدر سماجی ذمے داری اور اعلیٰ منصب و اولاد پر درکار ہمہ وقت اور ہمہ تن توجہ پر زور دینا ہے۔ اس میں خاندانی اقدار اور سماجی اقدار کی پاسبانی اور اِن کے فروغ کی بھی کوشش مضمر ہے۔ نیز بچوں کی تربیت میں والدین کے کردار کو سراہا جانا بھی مقصود تھا۔ اِس روز امریکا سمیت کئی ممالک میں عام تعطیل ہوتی ہے جہاں سرکاری تنظیمیں اور ادارے بچوں کی پرورش میں والدین کے کردار کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔

اِن دنوں کو منانے کا ایک فائدہ یہ نظر آنے لگا ہے کہ مغرب میں واقع اولڈ ایج ہومز میں عید کا سا سماں ہوتا ہے جب بچے اپنے بوڑھے والدین کو دیکھتے، ملتے اور اپنے والدین کی آنکھوں کے لئے ٹھنڈک کا باعث بنتے ہیں۔ ہمارا دین تو اتنا پیارا ہے کہ اُس میں بوڑھے والدین کے لیے محض ایک دِن مقرّر نہیں کیا گیا، بلکہ اُن کے ساتھ ہر روز بالخصوص بڑھاپے میں بھلائی کا حکم دیا گیا۔ انہیں خود سے دُور نہیں، اپنے پاس، اپنے ساتھ رکھنے کی تلقین کی گئی۔ اِن قوموں اور مغربی تہذیبوں کو اپنے اِن بزرگوں کی تکریم و تعظیم کو اُجاگر کرنے کے لئے یہ ایام کو منانے کی طرف توجہ اور رغبت ہوئی ہے جبکہ اسلام نے والدین کی عزّت و تکریم کے لئے بہت تعلیم دی ہے اور اِسی تعلیم کے پیشِ نظر بانیٔ تنظیم مجلس اطفال الاحمدیہ اور ناصرات الاحمدیہ نے اِن کے لائحہ عمل اور نصاب میں "یوم والدین" اور "یومِ اُمہات" منانا شامل کر دیا ہے۔ جس کے تحت چھوٹی اور بڑی سطح پر یہ دن سارا سال ہی منائے جاتے ہیں۔ اِس دن اجلاسات منعقد ہوتے ہیں جن میں بچے اور بچیاں والدین کے احترام کرنے، اُن کو عزّت دینے اور حسن سلوک پر تقاریر کرتے اور بزرگ افراد و خواتین بچوں سے حسن سلوک کرنے اور والدین و اولاد میں باہم پیار و محبت اور شفقت کے رشتہ پر روشنی ڈالتے ہیں۔ بعض مقامات پر اِس روز بچوں اور بچیوں کے درمیان ہونے والے جسمانی و علمی مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشنز لینے والوں میں انعامات تقسیم کئے جاتے ہیں جس

سے جہاں بچوں کے حوصلے بڑھ رہے ہوتے ہیں وہاں والدین کو بچوں کی حوصلہ افزائی کرنے کے مواقع میسّر آتے ہیں اور بچوں و والدین میں رشتۂ مودّت میں اضافہ ہوتا ہے۔

سامعین! اسلام میں تو ہر دن والدین کا دن ہے اور والدین سے محبت کا اظہار کسی مخصوص دن کا محتاج نہیں ہوتا۔ ہمارے مشرقی معاشرے میں مشترکہ خاندانی نظام کی وجہ سے والدین کی خدمت، اُن کی قدر و منزلت اور اُن کا احترام سمجھا جاتا ہے۔ والدین سے محبت کسی ایک دن کی محتاج نہیں ہے یہ تو پیدائش سے موت تک اولاد کے رگ و پے میں رچی بسی ہوتی ہے۔

سامعین! بلاشبہ والدین اللہ رب العزت کی عظیم نعمت ہیں۔ بچے کی پیدائش سے لے کر اُس کی پرورش، تعلیم و تربیت اور معاشرے میں ایک قابل انسان بنانے تک وہ انتھک جدوجہد کرتے ہیں۔ ہر قدم پر اولاد کی رہنمائی کرتے ہیں، انہیں دنیا کی تلخیوں پریشانیوں اور مصیبتوں سے بچاتے ہیں۔ اپنی زندگیاں اولاد کے آرام و آسائش کے لیے قربان کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے نہ صرف والدین کی قدر و قیمت کا احساس کرنے کا حکم فرمایا بلکہ دل و جان سے ان کی خدمت کرنے اور احساس کرنے کی تلقین فرمائی۔ اِسی لئے دنیا کا ہر مذہب اور تہذیب اس بات پر متفق ہے کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہئے۔ اِن کا ادب و احترام ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے۔ اس بارے میں قرآن کی تعلیم سب سے زیادہ اہم اور اپنے ایک انفرادی اسلوب کی حامل ہے۔ مثلاً جب کبھی اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی طرف توجہ دلانا چاہی ہے اس کے فوراً بعد والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری کی تعلیم دی ہے جیسے کہ سورۃ لقمان آیت 14 میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ اے بندو! تُم میرا شکر کرو اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو۔ یاد رہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے حقوق ہم پر فرض ہیں بالکل اُسی طرح انسانوں کے حقوق بھی ہم پر فرض اور لازم ہیں اور انسانوں میں والدین کے حقوق سب سے بڑھ کر ہیں۔ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والوں کو جنت کی بشارت دی گی ہے۔ سورۃ الاحقاف آیت 16 میں انسان کو اپنے والدین سے احسان کرنے کی تاکیدی نصیحت فرمائی ہے۔

سامعین! قرآن پاک میں والدین کے حقوق کے حوالے سے ایک توجہ طلب نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مقام پر لفظ "احسان" کی جامع اصطلاح استعمال فرمائی ہے جس کے معنی کمال درجے کے حسن سلوک کے ہیں یعنی احسان یہ ہے کہ نیکی کا جواب صرف نیکی سے نہ دیا جائے بلکہ اس سے بڑھ کر بھلائی کی جائے یہاں تک کہ اگر والدین کی طرف سے زیادتی ہو بھی جائے تب بھی احسان کا رویّہ اختیار کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دے دیا ہے کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کیا کرو، اگر تمہارے سامنے دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں "اُف" بھی نہ کہنا اور انہیں جھڑکنا بھی نہیں اور ان دونوں کے ساتھ بڑے ادب سے بات کیا کرو اور ان دونوں کے لیے نرم دلی سے عجز و انکساری کے بازو جھکائے رکھو اور (اللہ کے حضور) عرض کرتے رہو: اے میرے رب! ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھے رحمت و شفقت سے پالا تھا۔ (بنی اسرائیل:24۔25) یہاں اللہ تعالیٰ نے ہمیں سمجھایا ہے کہ ہم بچپن میں کس طرح بے یار و مددگار تھے اور والدین نے ہمیں پالا پوسا اور پروان چڑھایا، ہمارے والدین مکمل خلوص اور محبت کے ساتھ ہماری ہر خواہش پورا کرتے تھے، اسی لئے اولاد پر فرض ہے کہ وہ والدین کا احترام کرے اور ان سے اچھا سلوک کرے۔ اگرچہ عمر کے تمام حصوں میں والدین کا ادب و احترام کرنا چاہیے لیکن ان کی طرف زیادہ تر توجہ اس وقت ہونی چاہیے جب وہ بوڑھے ہو جائیں۔ کیونکہ وہ بھی اسی طرح بے یار و مددگار ہو جاتے ہیں جیسے ہم بچپن میں تھے۔

والدین کے حقوق کی ادائیگی، ان سے محبت و شفقت اور اُن کی خدمت اس قدر اہم امور ہیں کہ نہ صرف قرآن مجید میں جابجا اس کی طرف توجہ مبذول کروائی گئی ہے بلکہ احادیثِ رسولؐ بھی اس کی اہمیت کو مزید اُجاگر کرتی ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے؟ فرمایا کہ نماز اپنے وقت پر پڑھنا۔ پھر والدین کے ساتھ نیکی کرنا اور فرمایا پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (بخاری رقم:504) اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"تم اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرو تم اپنی ماں کے ساتھ نیک سلوک کرو تم اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرو پھر تم اپنے باپ کے ساتھ صلہ رحمی کرو، پھر تم اپنے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔ پھر اس کے بعد دور کے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔"

والدین کے اپنی اولاد پر احسانات اتنے زیادہ ہیں کہ ان کی زندگی میں تو اولاد کو حسنِ سلوک کا رویّہ اپنانے کی تلقین کی گئی ہے، ان کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد نیک اعمال کی صورت میں حسنِ سلوک جاری رکھنے کی تلقین ملتی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن عبادہؓ کو اِن کی والدہ محترمہ کے انتقال کے بعد ان کے ذمہ منت کو پورا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ (بخاری رقم:2610)۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف موقعوں پر صحابہ کرامؓ کے فوت شدہ والدین کی طرف سے نیک

اعمال کرنے کا حکم دیا اور والدین کے حقوق کی ادائیگی نہ کرنے اور اُن سے بدسلوکی کرنے کو گناہِ کبیرہ قرار دیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا: "اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، کسی جان کو قتل کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا"۔ (بخاری رقم: 5633)۔ آپؐ نے فرمایا کہ "اس کی ناک خاک آلود ہوئی یعنی وہ ذلیل ہوا۔ یہ بات آپؐ نے تین دفعہ فرمائی۔ لوگوں نے پوچھا۔ یارسول اللہ! کون ذلیل ہوا؟ آپؐ نے فرمایا "وہ شخص جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور ان دونوں میں سے ایک یا دونوں کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہوا۔" (مسلم) ایک موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص میں تین خصلتیں ہوں گی، اللہ اس کی موت آسان کر دے گا اور اسے اپنی جنت میں داخل کر دے گا۔ کمزور پر نرمی، ماں باپ سے شفقت اور غلام سے اچھا سلوک۔" (ترمذی، رقم 2494)

سامعین! اولاد کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول کی نافرمانی کے سوا والدین کے ہر حکم کی تعمیل کریں۔ اُن کی رائے کو ترجیح دیں۔ خاص طور پر جب والدین بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو پھر اُن کے احساسات کا خیال رکھتے ہوئے ان سے محبت و احترام سے پیش آئیں، اپنی مصروفیات میں سے مناسب وقت اُن کے لیے خاص کر دیں۔ اُن کی بھرپور خدمت کریں اور ان کی وفات کے بعد ان کے لیے ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت و رحمت کرتے رہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے لیے، اپنے والدین اور تمام مسلمانوں کے لیے مغفرت و بخشش کی دعا مانگتے ہیں، جس کا قرآنِ پاک نے اس طرح ذکر کیا ہے۔ کہ "اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے والدین کو بھی اور سب مؤمنوں کو بھی بخش دے، جس دن حساب ہو گا" (ابراہیم: 41۔ 42) بلکہ اپنے گمراہ باپ کی مغفرت کی دعا اِن الفاظ میں کر دی کہ وَاغْفِرْ لِاَبِیْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ۔

ماں باپ کے انتقال کے بعد بھی ان کے ساتھ حسنِ سلوک اور ان کے حقوق کی ادائیگی کا اہتمام کرنا چاہیے۔ جس کی کئی صورتوں میں سے ایک دعائے مغفرت کرنا بھی شامل ہے۔ جس سے ان کے درجات بلند ہوتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندے کا درجہ جنت میں بلند فرما دیتا ہے تو وہ بندہ عرض کرتا ہے کہ "اے میرے رب! یہ درجہ مجھے کہاں سے ملا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے کہ "تیری اولاد کی دعائے مغفرت کی بدولت۔"

ایک اور حدیث میں ہے کہ ماں باپ کے لیے دعائے مغفرت کرنا اُن کے لیے صدقہ جاریہ ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں "رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے تمام اعمال کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے، لیکن تین چیزوں کا نفع اس کو مرنے کے بعد بھی پہنچتا رہتا ہے۔ (1) صدقہ جاریہ (2) ایسا علم جس سے لوگ نفع حاصل کرتے ہوں (3) نیک اولاد جو اس کے لیے دعائے مغفرت و رحمت کرتی ہو۔ حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: "جو نیک اولاد اپنے ماں باپ کے چہرے کی طرف رحمت اور محبت سے ایک نظر دیکھ لے تو اللہ تعالیٰ اُس کے نامۂ اعمال میں ایک حج مقبول کا ثواب لکھ دیتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا، اگر وہ ہر روز سو بار دیکھے تو؟ آپ نے فرمایا، اللہ سب سے بڑا ہے اور اُس کی ذات بہت پاک ہے یعنی اُس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں، وہ سو حج کا ثواب بھی عطا فرما سکتا گا۔" (مشکوٰۃ)۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: "جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اُس کی عمر دراز کرے اور اُس کے رزق میں اضافہ فرمائے تو اُسے چاہیے کہ اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرے اور (اپنے رشتہ داروں کے ساتھ) صلہ رحمی کرے۔

سامعین! ایک اور اہم بات یہ ذہن میں رکھنی چاہیے کہ اپنے بیوی بچوں کی طرح اپنے بوڑھے ماں باپ کی خدمت و کفالت اور اُن کی ضروریاتِ زندگی کو پورا کرنا بھی اولاد پر فرض ہے، اس کے ساتھ ان کی ضروریات کے مطابق مخصوص رقم ہر مہینے ان کو پیش کی جائے تاکہ وہ اپنی مرضی کے مطابق خرچ کر سکیں۔ حضورؐ نے والدین کی خدمت و اطاعت کو جہاد جیسی عظیم عبادت و سعادت پر بھی ترجیح دی ہے۔ حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسولِ اکرم کے پاس جہاد میں شریک ہونے کی غرض سے حاضر ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ "کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟" اس نے کہا، "جی ہاں، زندہ ہیں۔" آپ نے فرمایا: "جاؤ اور اپنے والدین کی خدمت کرو، یہی تمہارا جہاد ہے۔" (سنن ابن ماجہ، مشکوٰۃ المصابیح) اور ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف منہ کر کے فرمایا۔ مجھے یمن سے خوشبو آتی دکھائی دیتی ہے۔ کیونکہ وہاں خدا کا ایک بندہ حضرت اویس قرنیؒ رہتے تھے جو باوجود شدید خواہش کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نہیں کر پائے تھے کیونکہ وہ اپنی بوڑھی امّاں جی کی خدمت میں مصروف تھے اور وہ اپنی والدہ اکیلا نہیں چھوڑ سکتے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؒ کی اِسی قربانی اور فدائیت کی وجہ سے فرمایا تھا کہ جو بھی اویس قرنی کو ملے اُسے میرا سلام کہے۔

اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک، اچھائی اور نیکی کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو۔ والدین کے حقوق ادا کرنا در حقیقت اللہ کی تابعداری ہے۔ پس اس لحاظ سے ان کی خدمت اللہ تعالیٰ کی خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں مضمر ہے۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا یا انہیں اَذیت و تکلیف دینا گناہِ کبیرہ اور بہت بڑی محرومی ہے۔ ماں باپ کے نافرمان کا کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا اور موت سے پہلے ہی اسے دنیا میں ذلت و رسوائی اور اپنے کئے کی سزا ملتی ہے۔ والدین کے حقوق کی ادائیگی کو اس طرح ممکن بنایا جا سکتا ہے کہ والدین کے ہر نیک حکم کی تعمیل کی جائے، ان کے سامنے اونچی آواز میں بات نہ کی جائے، ان کے آرام و سکون اور خوشیوں کا خیال رکھا جائے، والدین کا تذکرہ ہمیشہ اچھے الفاظ میں کیا جائے، والدین کے رشتہ داروں اور دوستوں کا احترام کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: "بہترین نیکی یہ (بھی) ہے کہ ماں باپ کے تعلق داروں کے ساتھ اچھا اور نیک سلوک کیا جائے"۔ والدین کی دعائیں اولاد کے حق میں ضرور قبول ہوتی ہیں۔ پس یہ ہمارا انسانی، اخلاقی اور دینی فرض ہے کہ ہم اپنے والدین کی دل و جان سے خدمت و اطاعت کریں کہ اسی میں ہمارے لیے دین و دنیا کی کامیابی، سعادت اور فلاح و نجات ہے۔

حضرت سید الانبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم جن کو اللہ تعالیٰ نے تمام اول و آخر بنی نوع انسان پر فضیلت عطا فرمائی۔ آپ بھی اپنی والدہ کے احترام میں کھڑے ہو جاتے اور ادب و احترام کا سلوک فرماتے۔ والدین کے ساتھ ساتھ آپؐ نے ان کے دوستوں کے ساتھ بھی ویسے ہی احسن سلوک سے پیش آتے۔ ایک موقع پر بڑے بھائی کا مقام بھی والدین کے ساتھ ملایا ہے اور ان سے بھی ویسے ہی سلوک کی نصیحت فرمائی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن کریم کی ایک آیت کی تفسیر کرتے ہوئے والدین کے ادب و احترام کا ان الفاظ میں ذکر فرماتے ہیں:

"تیرے خدا نے یہی چاہا ہے کہ تم اس کی بندگی کرو اُس کے سوا کوئی اور دوسرا تمہارا معبود نہ ہو اور ماں باپ سے احسان کرو۔ اگر وہ دونوں یا ایک ان میں سے تیرے سامنے بڑی عمر تک پہنچ جائیں تو تُو ان کو اُف نہ کہہ اور نہ ان کو جھڑک بلکہ ان سے ایسی باتیں کہہ کہ جن میں ان کی بزرگی اور عظمت پائی جائے۔"

(ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات صفحہ 4)

والدین کے ساتھ محبت اور نرمی سے پیش آنے کی نصیحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا أُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا، یعنی اپنے والدین کو بیزاری کا کلمہ مت کہو اور ایسی باتیں ان سے نہ کر جن میں ان کی بزرگواری کا لحاظ نہ ہو۔ اس آیت کے مخاطب تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن دراصل مرجع کلام امت کی طرف ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد اور والدہ آپ کی خوردسالی میں ہی فوت ہو چکے تھے اور اس حکم میں ایک راز بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس آیت سے ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ تو اپنے والدین کی عزت کر اور ہر ایک بول چال میں ان کے بزرگانہ مرتبہ کا لحاظ رکھ تو پھر دوسروں کو اپنے والدین کی کس قدر تعظیم کرنی چاہئے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں ان کی بات کو نہیں مانتا اور ان کی تعہد خدمت سے لاپرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔"

حضرت مصلح موعود نے اپنی کئی خطبات اور تقاریر میں والدین کی عظمت اور ان کا احترام بجالانے کی گرانقدر نصائح فرمائی ہیں۔ آپؓ ایک جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرمان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"اسلام نے والدین کے لئے خاص ہدایات دی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ أَدْرَكَ اِحْدَ وَالِدَيْهِ ثُمَّ لَمْ يَغْفِرْ لَهُ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ۔ (ابن کثیر جلد 6 صفحہ 61) یعنی جس شخص کو اپنے والدین میں سے کسی کی خدمت کا موقع ملے اور پھر بھی اس کے گناہ نہ معاف کئے جائیں تو خدا اس پر لعنت کرے مطلب یہ کہ نیکی کا ایسا اعلیٰ موقعہ ملنے پر بھی اگر وہ خدا کا فضل حاصل نہیں کر سکا تو جنت تک پہنچنے کے لئے ایسے شخص کے پاس کوئی ذریعہ نہیں۔"

(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 321)

سامعین! ہمارے پیارے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" اللہ تعالیٰ نے والدین سے حسن سلوک کے بارہ میں بڑی تاکید فرمائی ہے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے سے روکیں یا شرک کی تعلیم دیں۔ اس کے علاوہ ہر بات میں ان کی اطاعت کا حکم ہے اور یہ حکم اس لئے ہے کہ جو خدمت انہوں نے بچپن میں ہماری کی ہے اس کا بدلہ تو ہم نہیں اُتار سکتے۔ اس لئے یہ حکم ہے کہ ان کی

خدمت کے ساتھ ساتھ ان کے لئے دعا بھی کرو کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور بڑھاپے کی اس عمر میں بھی ان کو ہماری طرف سے کسی قسم کا کبھی کوئی دکھ نہ پہنچے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ خدمت اور دعا کے باوجود یہ نہ سمجھ لیں کہ ہم نے ان کی بہت خدمت کر لی اور ان کا حق ادا ہو گیا۔ اس کے باوجود بچے جو ہیں اس قابل نہیں کہ والدین کا وہ احسان اُتار سکیں جو انہوں نے بچپن میں ان پر کیا۔

اس آیت وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا...الخ (بنی اسرائیل:24) میں سب سے پہلے یہ بات بیان فرمائی کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور وہ خدا جس نے تمہیں اس دنیا میں بھیجا اور تمہیں بھیجنے سے پہلے قسما قسم کی تمہاری ضروریات کا خیال رکھا اور اس کا انتظام بھی کر دیا۔ اور پھر یہ کہ اس کی عبادت کرکے اور اس کا شکر ادا کرکے تم اس کے فضلوں کے وارث ٹھہرو گے اور سب سے بڑا افضل جو اس نے ہم پر کیا وہ یہ ہے کہ تمہیں ماں باپ دئے جنہوں نے تمہاری پرورش کی، بچپن میں تمہاری بے انتہاء خدمت کی، راتوں کو جاگ جاگ کر تمہیں اپنے سینے سے لگایا۔ تمہاری بیماری اور بے چینی میں تمہاری ماں نے بے چینی اور کرب کی راتیں گزاریں، اپنی نیندوں کو قربان کیا، تمہاری گندگیوں کو صاف کیا۔ غرض کہ کون سی خدمت اور قربانی ہے جو تمہاری ماں نے تمہارے لئے نہیں کی۔ اس لئے آج جب ان کو تمہاری مدد کی ضرورت ہے تم منہ پرے کرکے گزر نہ جاؤ، اپنی دنیا الگ نہ بساؤ اور یہ نہ ہو کہ تم ان کی فکر تک نہ کرو۔ اور اگر وہ اپنی ضرورت کے لئے تمہیں کہیں تو تم انہیں جھڑکنے لگ جاؤ۔ فرمایا: نہیں، بلکہ وہ وقت یاد کرو جب تمہاری ماں نے تکالیف اٹھا کر تمہاری پیدائش کے تمام مراحل طے کئے۔ پھر جب تم کسی قسم کی کوئی طاقت نہ رکھتے تھے، تمہیں پالا پوسا، تمہاری جائز و ناجائز ضرورت کو پورا کیا۔ اور آج اگر وہ ایسی عمر کو پہنچ گئے ہیں جہاں انہیں تمہاری مدد کی ضرورت ہے جو ایک لحاظ سے ان کی اب بچپن کی عمر ہے، کیونکہ بڑھاپے کی عمر بھی بچپن سے مشابہ ہی ہے۔ ان کو تمہارے سہارے کی ضرورت ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 16 جنوری 2004ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے والدین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

✿✿✿✿